

سوانح



حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

مولانا دوست محمد شاہد (مؤرخ احمدیت)

*** www.alislam.org/urdu ***

سوانح حضرت مسیح موعود

خاندانی حالات

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی موعود و مسیح مسعود علیہ السلام مشہور ایرانی قبیلہ برلاس کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کا خاندان ایک شاہی خاندان تھا جس کے قاری قالب کو جناب الہی کی طرف سے ترکی، چینی اور فاطمی خون کا لطیف امتزاج بخشا گیا تھا۔ آپ کے مورث اعلیٰ مرزا ہادی بیگ تھے۔ جو ۱۵۳۰ء میں اپنے خاندان کے ساتھ کش سے پنجاب داخل ہوئے۔ اور قادیان کی مثالی ریاست کی بنیاد رکھی۔ جو ۱۸۰۲ تک قائم رہی۔ جس پر بالآخر آپ کے دادا مرزا عطاء محمد صاحب کے وقت سکھ قابض ہو گئے۔ اور آپ کے خاندان کو ریاست کپور تھلہ میں پناہ گزین ہونا پڑا جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں دوبارہ قادیان میں آگیا۔ اور آپ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو اپنی ریاست میں سے پانچ گاؤں واپس مل گئے۔

ولادت

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کے بطن

مبارک سے ۱۲ شوال ۱۲۵۰ھ بمطابق ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء ظہور فجر کے بعد قادیان میں بروز جمعہ تولد ہوئے۔ حضرت مسیح مہدی کی طرح آپ کی ولادت میں بھی قدرت کا رنگ تھا۔ کیونکہ آپ محی الدین ابن عربیؒ کی پیشگوئی کے مطابق توام پیدا ہوئے تھے۔

پاکیزہ بچپن، تعلیم اور زیارت مصطفیٰ

حضورؐ فرماتے ہیں کہ اوائلی ہی سے خانہ خدا میرا مکان، صالحین میرے بھائی، ذکر الہی میری دولت اور خلق خدا میرا خاندان رہا ہے۔ ایک صاحب کرامت اور ولی اللہ مولوی غلام رسول (قلعہ میہاں سنگھ) نے آپ کو بچپن میں دیکھا تو بے ساختہ فرمایا کہ ”اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکانہوت کے قابل ہے۔ ۶-۷ سال کی عمر میں آپ نے قادیان میں ایک حنفی بزرگ فضل الہی صاحب سے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں پڑھیں۔ قریباً ۱۰ سال کے ہوئے تو فیروز والہ کے ایک عربی خوان المل حدیث عالم مولوی فضل احمد صاحب آپ کی تعلیم کے لئے مقرر ہوئے۔ حضرت مولوی صاحب ایک دیندار اور بزرگ عالم دین تھے۔ جنہوں نے بہت توجہ اور محنت سے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو پڑھائے۔ عمر کے سترھویں اٹھارویں سال میں بٹالہ کے شیعہ عالم مولوی گل علی شاہ صاحب سے آپ نے نحو منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ حاصل کیے۔ اور طبی کتابیں اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں۔

دورانِ تعلیم آپ نے پہلی بار عالمِ خواب میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی اونچی ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے اور آپ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں۔

خدمتِ دین کی مجاہدانہ تیاری

حضرت اقدس علیہ السلام کو ابتدا ہی سے جناب الہی سے ایسا جذبِ عطا ہوا کہ آپ شروع ہی سے خلوت نشین ہو گئے تھے۔ اور سارا سارا دن مسجد میں بیٹھ کر قرآن شریف پڑھتے اور اس کے حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے اور اسلام اور مسلمانوں کی خستہ حالی کو دیکھ کر دن رات مضطرب اور بے چین ہو جاتے تھے۔ غیرتِ رسول کا بے پناہ جذبہ شروع ہی سے ایسا موجزن تھا کہ ۲۱-۱۷ برس کی عمر سے عیسائیوں کے اعتراضات جمع کرنے کی مہم شروع کر دی تھی۔

مقدمات میں راست گفتاری اور تعلق باللہ

اسی زمانہ میں آپ کو اپنے والد کے حکم پر ان کے مقدمات کی پیروی کرنا پڑی۔ یہ ابتلائے عظیم کم و بیش سترہ برس تک جاری رہا۔ جس میں آپ نے راست گفتاری منکسر الزامی اور تعلق باللہ کا ایسا بے مثال نمونہ دیکھا کہ چشمِ فلک نے صدیوں سے نہیں دیکھا تھا۔

سیالکوٹ میں تبلیغ اسلام کے محرکے

۱۸۶۳ء سے ۱۸۶۷ء تک آپ سیالکوٹ میں بسلسلہ ملازمت قیام فرما رہے۔ جہاں دفتری فرائض کے بعد آپ کا پورا وقت تلاوت قرآن، عبادت گزاری، خدمت خلق اور تبلیغ اسلام میں گزرتا تھا۔ عیسائیوں نے پنجاب کو اور پنجاب میں خصوصاً سیالکوٹ کو عیسائیت کے فروغ کا بھاری مرکز بنا رکھا تھا۔ حضرت اقدس نے یہاں تبلیغ اسلام اور رد عیسائیت کا پرجوش محاذ کھول دیا اور خصوصاً سکاچ مشن کے بڑے ٹائی گرامی پادری بٹلر سے آپ کے بڑے بڑے محرکے ہوئے اس سرفروشانہ جہاد کا تذکرہ علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے استاد مولوی سید میر حسن صاحب سیالکوٹی کے بیانات میں بھی ملتا ہے۔

مناظرہ سے دستکشی اور آسمانی بشارت

سیالکوٹ سے واپسی کے بعد آپ پھر قادیان میں تشریف لے آئے اور خدمت دین و ملت کی سرگرمیاں جاری کر دیں۔ ۱۸۶۸ء میں جبکہ آپ نے پٹالہ میں مولوی محمد حسین پٹالوی سے محض اللہ مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور حقیوں کی ہنگامہ آرائی کے باوجود قرآن مجید کے اقوال رسول سے مقدم ہونے کا اعلان عام کر دیا تو رب ذوالجلال نے اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور آپ کو خبر دی کہ

”تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“

قلمی جہاد کا آغاز

۱۸۷۲ء میں آپ نے اسلام کی تائید میں قلمی جہاد کا آغاز فرمایا اور منشور محمدی (بنگلور) اور دوسرے مسلم پریس میں مضامین سپرد قلم کرنے شروع کئے۔ اندازاً ۱۸۷۳ء میں آپ نے شعرو سخن کو اشاعت حق کا ذریعہ بنایا۔ آپ اوائل میں فرخ تخلص کرتے تھے۔

روزوں کا مجاہدہ عظیم

۱۸۷۵ء میں آپ نے خدائے عزوجل کے ارشاد پر نو ماہ تک روزوں کا عظیم مجاہدہ کیا۔ جس میں آپ کو عالم روحانی کی سیر کرائی گئی۔ اور گزشتہ انبیاء و صلحاء اور حضرت علی و فاطمہ و حسن حسین رضی اللہ عنہم کے علاوہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عین بیداری کی حالت میں زیارت نصیب ہوئی۔ یہ آپ ایسے عاشق رسول کا لطیف معراج تھا۔

کثرت مکالمات کی ابتداء

۲ جون ۱۸۷۲ء کو آپ کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا انتقال ہوا اور ساتھ ہی بڑے زور شور سے آپ پر مکالمات و مخاطبات کا نزول شروع ہو گیا۔ اور آپ براہ راست رب العالمین کی آغوش تربیت میں آ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ آپ کے والد کے وصال کے بعد آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب (متوفی ۱۸۸۳ء) ہی پوری خاندانی جائداد پر قابض و مسفرم تھے۔ اور آپ ۷ سال تک صبر آزما عالم درویشی و فقری میں رہے۔ مگر آپ کا ذوق تبلیغ اور جذبہ عبادت کم ہونے کی بجائے گویا بحر موج کی شکل اختیار کر گیا۔ اور آپ ہر قسم کے دعویٰ جھیلوں سے بے نیاز ہو کر خدمت دین میں سرگرم عمل ہو گئے اور خصوصاً آریہ سماج پر پوری قوت سے حملہ کر دیا۔ جس میں اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔

براہین احمدیہ جیسی شہرہ آفاق کتاب کی اشاعت

۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۳ء تک آپ کے قلم مبارک سے براہین احمدیہ جیسی معرکہ آلا تصنیف منظر عام پر آئی جس سے برصغیر پاک و ہند میں زبردست تہلکہ مچ گیا۔ اور مسلمانان ہند جو عیسائیت آریہ سماج اور مغربی فلسفہ اور الحاد کے مرکب اور خوفناک حملہ سے نیم جاں اور بے حال ہو چکے تھے اسلام کے اس زبردست دفاع سے ایک نئی زندگی اور نئی طاقت محسوس کرنے لگے اور مسلمان علماء

وفضلاء مثلاً ابوسعید محمد حسین بٹالوی ایڈووکیٹ اہل حدیث، حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی، اور مولانا محمد شریف صاحب بنگلوری نے اس کتاب کو ایک بے نظیر شاہکار تسلیم کیا۔ اور دشمنان اسلام کے ہاں صف ماتم بچھ گئی ساتھ ہی کفر کی طاقتیں مجتمع اور منظم ہو کر آپ کے خلاف برسرِ پیکار ہو گئیں۔

دعویٰ ماموریت اور نشان نمائی کی عالمگیر دعوت

مارچ ۱۸۸۲ء میں آپ کو ماموریت کی خلعت سے نوازا گیا۔ جس کے بعد ۱۸۸۲ء اور ۱۸۸۵ء میں آپ نے دنیا بھر کے غیر مسلم لیڈروں اور راہ نماؤں کو نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی اور اس سلسلہ میں میں ہزار اردو و انگریزی اشتہارات بذریعہ رجسٹری بھجوائے مگر

۔ آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہرچند ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

ایک نہایت مبارک خاندان کی بنیاد اور پیہنگوئی مصلح موعود

نومبر ۱۸۸۳ء میں دہلی کے صوفی مرتاض حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کے نبیہ حضرت میر ناصر نواب صاحب کی بیٹی حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ آپ کے عقد میں آئیں۔ اس طرح

خدا نے تمام جہاں کی مدد کے لئے ایک مبارک اور مبشر خاندان کی بنیاد ڈالی۔ ۱۸۸۶ء میں بحکم الہی آپ نے ہوشیارپور میں چلہ کشی کی۔ جس کے نتیجہ میں آپ کو اپنے مخلصین اور اپنے خاندان کی نسبت ہماری بشارتیں ملیں۔ نیز مصلح موعود جیسے فرزند ارجمند کی خبر دی گئی۔ جو ۳ جنوری ۱۸۸۹ء کو سیدنا محمود المصلح الموعود کے نورانی وجود کی ولادت سے پوری ہوئی۔

لدھیانہ میں بیعت اولیٰ

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کا مبارک دن ہمیشہ تاریخ سلسلہ احمدیہ میں ممتاز رہے گا۔ کیونکہ اس دن حضرت صوفی احمد جان لدھیانوی کے مکان واقع محلہ جدید میں پہلی بیعت ہوئی اور ۴۰ عشاق نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔ اول المبعوثین ہونے کا فخر حضرت حاجی الحرمین الشریفین مولانا حکیم نور الدین بھیروی (خلیفہ المسیح الاول) کو حاصل ہوا۔

دعویٰ مسیحیت

۱۸۹۰ء کے آخر میں آپ پر انکشاف کیا گیا کہ ”مسح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے“ اس پر ۱۸۹۱ء میں آپ نے ”فتح اسلام“ ”توضیح مرام“ اور ”ازالہ اوہام“ کتابیں شائع کر کے علمائے وقت پر اتمام

حجت کی علاوہ ازیں لدھیانہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے اور دہلی
 میں مولوی بشیر احمد صاحب بھوپالی سے لاجواب مباحثات کئے۔ مگر
 علماء غلواہر نے اپنی قدیم روایات کے مطابق آپ کے خلاف فتویٰ
 کفر لگا دیا۔ البتہ علامہ حالی۔ ریاض خیر آبادی۔ سرسید احمد خان۔
 مولوی سراج الدین مدیر زمیندار۔ مولانا شبلی۔ عبدالحلیم شرر۔ نواب
 محسن الملک۔ مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا شوکت علی جیسے روشن خیال
 مسلم عمائد اس مخالفت میں غیر جانبدار رہے۔ مولوی محمد حسین
 صاحب بٹالوی جنہوں نے آپ کے خلاف تکفیر پر ہندوستان بھر کے
 علماء کو جمع کر کے کفر نامہ شائع کیا تھا۔ انگریزی حکومت نے ان کو
 چار مربع زمین سے نوازا اور زندگی کے آخری دم تک انگریزوں کے
 کان بھرتے رہے کہ مرزا صاحب حکومت کے باغی اور عہدی سوڈانی
 سے زیادہ خطرناک ہیں۔ برطانوی افسروں کی ان پر کڑی نگرانی رہی
 چاہیے۔ یہ حکومت کی سرپرستی ہی کا اثر تھا کہ انہوں نے اپنے
 رسالہ ”اشاعت السنہ“ میں یہ بلند بانگ دعویٰ کیا کہ میں نے مرزا
 صاحب کو آسمان پر چڑھایا ہے اور میں ہی زمین پر گراؤں گا۔ اس
 کے مقابل حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ ۔

اے پئے تکفیر مابستہ کمر خانہ ات ویران تو فکر و گر

خدا کے پاک مسیح کے یہ الفاظ ہولناک شکل میں پورے ہوئے

جو عبرت کا ایک دائمی نشان ہے۔

پہلا سالانہ جلسہ

۱۲۷ دسمبر ۱۸۸۹ء کو جماعت احمدیہ کا پہلا سالانہ جلسہ نماز ظہر کے بعد بیت اقصیٰ ٹھہریان میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے حضور کی تعریف آسمانی فیصلہ پڑھ کر سنائی۔ اور جلسہ ختم ہوا۔ اس پہلے اجتماع میں صرف ۷۷ قلمین شامل ہوئے۔

متعدد شہروں کا تبلیغی سفر

۱۸۹۲ء میں حضور نے لاہور، سیالکوٹ، کپور تھلہ، جالندھر اور لدھیانہ کا سفر اختیار کر کے حق و اشاعت کی آواز پنجاب بلکہ ملک کے کونہ کونہ تک پہنچائی۔ اگلے سال حضور اسی غرض سے فیروز پور بھی تشریف لے گئے۔ نیز امرتسر میں عیسائیوں سے ایک فیصلہ کن مباحثہ کیا۔ جس کی بازگشت انگلستان میں بھی سنائی دی گئی۔ چنانچہ لارڈ بشپ نے پادریوں کی عالمی کانفرنس میں اس خطرہ کا اظہار کیا۔ کہ اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں اور ہندوستان کی برطانوی مملکت میں محمدؐ کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔

ملکہ وکٹوریہ کو دعوت اسلام

۱۸۹۳ء میں آپ نے آئینہ کمالات اسلام کے نام سے ایک

پر معارف کتاب لکھی جس میں ملکہ وکتوریہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ جس پر حضرت خواجہ غلام فرید چلچڑھیں شریف جیسے اہل اللہ نے خراج تحسین ادا کیا۔ جون ۱۸۹۴ء میں ملکہ کی جوتلی ہوئی اس تقریب پر آپ نے نہ صرف ملکہ کو دوبارہ دعوت اسلام دی بلکہ انگلستان میں ایک جلسہ مذاہب کی تجویز بھی پیش فرمائی۔

ملکہ مکرّمہ میں مسیح موعود کی آمد کے چہرے

فروری ۱۸۹۳ء میں آپ نے ”حکمت البشری“ شائع کی جو مرکز اسلام میں خصوصاً اور دوسرے بلاد عربیہ میں عموماً کثرت سے بھجوائی گئی۔ اور ہر طبقہ میں آپ کا ذکر پہنچ گیا۔ ایک خدائی تصرف یہ ہوا کہ انہی دنوں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق رمضان میں مجوزہ تاریخوں پر چاند اور سورج کو گرہن ہوا جس نے سعید روحوں میں زبردست جنبش پیدا کر دی۔ ۱۸۹۵ء میں مغربی دنیا نے بھی یہ نشان دیکھا اور آپ کی سچائی پر آسمانی مہر لگ گئی۔

تین اہم انکشافات

۱۸۹۵ء کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس سال آپ نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے تین ایسے علمی انکشافات فرمائے جن سے اسلام کی فتح کے نقارے بجنے لگے۔ چنانچہ آپ نے زبردست دلائل سے ثابت کیا کہ ۱۔ عربی زبان ام اللہ ہے۔ ۲۔ حضرت مسیح کی قبر

محلہ خانپار میں ہے۔ ۳۔ سکھ تحریک کے بانی گورو نانک مسلمان تھے۔

تحفظ ناموس رسول کے لئے آئینی تحریک

اس سال آپ نے تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۸ کی توسیع کا مطالبہ کیا اور تحفظ ناموس رسول کے لئے ایک آئینی تحریک اٹھائی جس کا مسلمان حلقوں میں زبردست خیر مقدم کیا گیا۔ اور نواب محسن الملک نے اسے خوب سراہا۔

تعطیل جمعہ کی تحریک

یکم جون ۱۸۸۶ء کو آپ نے وائسرائے ہند کے نام اشتہار شائع کیا کہ مسلمان ملازمین کو جمعہ کے روز تعطیل دی جائے کہ یہ مقدس دن اسلامی شعار کی حیثیت رکھتا ہے۔

جلسہ مذاہب عالم لاہور

دسمبر ۱۸۹۶ء کے آخری ہفتہ میں لاہور کے اندر ایک مذاہب عالم کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں آپ نے اسلام کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے اسلامی اصول کی فلاسفی کے عنوان سے ایک بصیرت افروز مضمون لکھا۔ جسے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوش بیانی سے سنایا۔ آپ نے قبل از وقت

بذریعہ اشتہار پیشگوئی فرمائی۔ کہ یہ مضمون بالا رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا اور دین حق کو آپ کے ہاتھوں فتح عظیم نصیب ہوئی۔ جس کا اعتراف اردو اور انگریزی پریس نے بھی کیا۔

قتل لیکھرام

۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو مشہور شاتم رسول لیکھرام پٹاوری آپ کی پیشگوئی کے عین مطابق ”بران محمد“ سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ آریہ سماجیوں نے اس پر سخت طوفان بدتمیزی اٹھایا۔ مگر آپ نے تحدی کے ساتھ ثابت کیا کہ اسلام اور آریہ مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں برسوں سے ایک مقدمہ دائر تھا سو آخر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کے اجلاس میں اس عدالت نے مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی جس کی نہ کوئی اپیل ہے نہ مرافعہ۔

مقدمہ اقدام قتل اور آپ کی بریت

اسی سال عیسائیوں نے ہندوؤں اور دوسرے مخالف علماء سے ملکر آپ کے خلاف مقدمہ اقدام قتل کی سازش کی۔ عیسائیوں کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب پٹالوی تک نے گواہی دی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ڈگلس (جج) پر اصل حقیقت کھول دی۔ اور اسے آپکو باعزت طور پر بری کر دیا۔ نیز کہا کہ ڈاکٹر کلارک پر آپ مقدمہ چلانے کے مجاز ہیں۔ مگر حضور نے فرمایا ”میں کسی پر مقدمہ کرنا

نہیں چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔“

اگلے سال ۱۸۹۸ء میں آپ کے مخالفین نے اپنی ٹانگی کا بدلہ لینے کے لئے آپ کے خلاف مقدمہ کر دیا۔ لیکن اس میں بھی آپ کی برکت ہوئی اور مخالفت کا حصہ محاذِ ناکام و نامراد رہا۔ علاوہ ازیں مرکزِ اجمعت میں تعلیم الاسلام سکول کی بنیاد پڑی اور البلاغ۔ ایام الصلح۔ ضرورت الامام۔ نجم الدین جیسی محرکہ آرا کتابیں تالیف ہوئی اور اکثر شائع بھی ہو گئیں۔ جن سے جماعت کے اثر و نفوذ میں مزید وسعت پیدا ہوئی۔ ۱۸۹۹ء میں آپ نے تریاق القلوب۔ ستارہ قیصریہ اور کج ہندوستان کے نام سے عظیم الشان کتابیں لکھیں۔

مقدمہ دیوار

سلسلہ احمدیہ کے بیرونی دشمنوں کی جدوجہد کے پوند خاک ہونے کے بعد آپ کے جدی بھائیوں نے ۵ جنوری ۱۹۰۰ء کو آپ کے الدار کا محاصرہ کرنے اور مٹانے کے لئے ایک دیوار کھینچ ڈالی جس سے قادیان کے احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا۔ یہ قیامت خیز دور لمبے مقدمات کے بعد ۳ اگست ۱۹۰۶ء کو ختم ہوا۔ جبکہ سرکاری عدالت کے فیصلہ کے مطابق یہ دیوار گرا دی گئی۔ مصائب اور فتن کے ان پر آشوب دنوں میں آپ برابر قلمی جہاد میں مصروف رہے۔ چنانچہ تحفہ غزنویہ شائع کی۔ اسی زمانہ میں خطبہ الہامیہ کا زبردست علمی نشان ظہور پذیر ہوا۔ جس نے آپ کی حقانیت کو ہر

نیم روز کی طرح روشن کر دیا۔ اور علمی و ادبی عظمت کی دھماک
بشادی۔

بشپ کو شکست فاش

مئی ۱۹۰۰ء میں حضور نے بشپ جارج الفریڈ یفرائے کو ”محضوم
نہی“ کے موضوع پر بحث کرنے کے لئے للکارا۔ مگر اسے خدا کے
بطل جلیل کے مقابلہ پر میدان میں آنے کی جرات نہ ہو سکی۔
”انڈین سپیکٹیشنر“ نے بشپ کے اس فرار پر زبردست تنقید کی۔ اور
اسلام کو ایک بار پھر عیسائیت پر فتح عظیم نصیب ہوئی۔

اعجاز المسیح اور تحفہ گولڈویہ کی تصنیف و اشاعت

۲۸ اگست ۱۹۰۰ء کو حضور نے گولڈ شریف کے مشہور سجادہ
نشین مر علی شاہ صاحب کو تفسیر نوکی کی دعوت دی۔ پھر صاحب تو یہ
دعوت ٹال گئے مگر حضور نے ان پر دہرے رنگ میں اتمام حجت
کی۔ چنانچہ ایک تو ”اعجاز المسیح“ کے نام سے سورہ فاتحہ کے نام سے
عربی میں انعامی تفسیر شائع فرمائی اور بلاد عرب و عجم میں اس کی خوب
اشاعت کی۔ دوسرے تحفہ گولڈویہ کے نام سے ایک مبسوط کتاب
شائع کی جس میں اپنی سچائی کے ناقابل تردید دلائل تحریر فرمائے۔
اس کتاب پر بھی آپ نے انعام دینے کا اعلان فرمایا۔ مگر وہ عمر بھر
اس کا جواب دینے سے قاصر رہے۔

فرقہ احمدیہ کا نام

۱۹۰۱ء میں سرکاری طور پر مردم شماری ہونے والی تھی اس لئے آپ نے ۴ نومبر ۱۹۰۰ء کو اشتہار دیا کہ آنحضرت کا جمالی اسم مبارک احمد تھا اس مناسبت سے جماعت کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جاتا ہے۔ ”تا اس نام کو سنتے ہی ہر شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی و صلح پھیلانے آیا ہے“

مخالف علماء کو مصالحت کی پیشکش

۵ مارچ ۱۹۰۱ء کو آپ نے بذریعہ اشتہار مخالف علماء کو صلح کی غلصانہ پیشکش کی کہ فریقین سخت زبانی سے پرہیز کرنے اور تہذیب و شائستگی کا التزام کرنے کا معاہدہ کریں۔ اور میں اپنی جماعت کے اہل قلم کی طرف سے اس کی پابندی کا انتظام کروں گا۔ اسوس علماء زمانہ نے امام وقت کی یہ دعوت نہایت بے دردی سے ٹھکرا دی اور کہا کہ جب تک مرزا صاحب اپنی سب کتابوں کو نذر آتش کر کے اپنی دعوت پر علماء سے معافی نہ مانگیں صلح نہیں ہو سکتی۔ نیز اوعا کیا کہ مصالحت کی ضرورت ہی کیا ہے ”خدا اس فرقہ ابو جہلیہ و طائفہ احمقہ کو میلہ کذاب۔ اسود عنسی کے اتباع کی طرح صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دے گا“

ریویو آف ویلیجنز کا اجراء

۱۹۰۲ء میں آپ کے حکم سے اردو اور انگریزی میں رسالہ ریویو آف ویلیجنز جاری کیا گیا جس سے مغربی ممالک میں تبلیغ کا نیا دور شروع ہوا۔ اس رسالہ نے دینی انقلاب کا ماحول پیدا کر دیا۔ کونٹ نالستانی اور یورپ و امریکہ کے بعض دوسرے چوٹی کے غیر مسلم مفکرین اس کے مضامین پڑھ کر دین حق کے پاک اصولوں کی عظمت کے قائل ہونے لگے۔

مرکز احمدیت کے دوسرے اخبارات و رسائل

مرکز احمدیت سے اب تک صرف اخبار الحکم ۱۸۹۸ء سے جاری تھا۔ لیکن ریویو آف ویلیجنز کے اجراء کے کئی ماہ بعد اکتوبر ۱۹۰۲ء سے البدل کے نام سے دوسرا ہفت روزہ بھی چھپنے لگا۔ ان دونوں اخبارات کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا دست و بازو قرار دیا۔ اور یہ دونوں زمانہ مسیح موعودؑ کی تاریخ کے اکثر و بیشتر امین و پاسباں ثابت ہوئے۔ یکم مارچ ۱۹۰۶ء سے رسالہ تشعبد الاذہان نکلتے لگا۔ جس سے اندرون ملک احمدی علم کلام کی دھوم مچ گئی۔ اسی سال رسالہ تعلیم الاسلام بھی قادیان سے نکلتا شروع ہوا۔ جس کی اصل غرض تفسیر قرآن تھی۔

جماعت کی حیرت انگیز ترقی

حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے خدا سے علم پا کر قبل از

وقت یہ بتا دیا تھا کہ ملک طاعون کی لپیٹ میں آنے والا ہے اور اس مصیبت سے اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی مخلص جماعت کو خارق عادت طور پر محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ ۱۹۰۲ء میں طاعون نے ہر طرف ایک قیامت برپا کر دی۔ لیکن مخلصین جماعت اور بالخصوص آپ کا الدار اس کے حملہ سے بالکل محفوظ رہا۔ خدا تعالیٰ کے اس معجزانہ سلوک کو دیکھ کر بے شمار سعید رو میں آپ پر ایمان لے آئیں۔ دافع البلاء اور ”کشتی نوح“ اسی دور کی یادگار تصانیف ہیں۔

”اعجاز احمدی“ کی تالیف

۸ سے ۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء یعنی صرف چار دن میں مباحثہ مذامرتسر کے جواب میں آپ نے ایک مضمون اور ایک اعجازی عربی قصیدہ لکھا اور ۱۵ نومبر کو شائع کیا اور اس کا نام اعجاز احمدی رکھا۔ جس میں مولوی ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے علماء کو دعوت دی کہ اگر وہ بھی پانچ دلوں میں ایسا عربی قصیدہ معہ اسی قدر اردو مضمون کے شائع کر دیں تو میں بلا توقف ان کو دس ہزار روپیہ دے دوں گا۔ مگر ساتھ ہی یہ پیشگوئی فرمائی کہ یہ کبھی نہ ہو سکے گا۔

”خدا تعالیٰ ان کی قلموں کو توڑ دے گا اور ان کے دلوں کو

غبی کر دے گا“ چنانچہ حضرت سلطان القلم کی یہ پیشگوئی

لفظاً لفظاً پوری ہوئی۔

مقدمات کا نیا سلسلہ

۱۹۰۳ء سے ۱۹۰۵ء تک آپ کو مقدمات کے ایک نئے سلسلہ سے دوچار ہونا پڑا۔ جس کے آغاز میں آپ کو جہلم کا سفر کرنا پڑا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبردست مقبولیت بخشی۔ اور ہزاروں لوگ آپ کی جماعت میں داخل ہوئے۔ جہلم کے مقدمہ میں بریت ہوئی۔ مگر جلد ہی مولوی کرم دین آف . میں نے جہلم کی عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا جو جون ۱۹۰۳ء میں نخل ہو کر گورداسپور میں ایک متعصب آریہ چندو لال کی عدالت میں آگیا۔ آریوں نے جو قتل لیکھرام کے بعد آپ کے خون کے پیاسے ہو چکے تھے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور چندو لال سے ملکر آپ کی قید کا دوبارہ منصوبہ بنایا۔ مگر لالہ چندو لال تو خدا کی قہری تجلی کا شکار ہوا۔ اور آپ ہائی کورٹ میں باعزت طور پر رہی کر دیے گئے۔ یہ ۷ جنوری ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے۔

منارۃ المسیح کی بنیاد

۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء بروز جمعہ حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کی پیشگوئی کی تکمیل کے لئے متارۃ المسیح کا سنگ بنیاد رکھا۔
جس کی تکمیل خلافتِ ثانیہ کے لواقل میں ہوئی۔

ڈوئی اور پکٹ سے متعلق جلالی پیشگوئیاں

ان دنوں امریکہ میں ڈوئی اور یورپ میں پکٹ نے دعویٰ
پیشی کر رکھا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبل از وقت
ان کی جانی کی خبر دی جو ایسی شان سے پوری ہوئی کہ پوری عیسائی
دنیا دنگ رہ گئی۔ ڈوئی پر فالج کا حملہ ہوا اور آپ کی آنکھوں کے
سامنے بڑے دکھ اور حسرت سے ۹ مارچ ۱۹۰۰ء کو دنیا سے کوچ کر
گیا۔ اسی طرح پکٹ بھی کچھ عرصہ گوشہ گمنامی میں رہ کر اپنی ناکامی
کا عبرت ناک نظارہ دیکھ کر ہمیشہ کے لئے معدوم ہو گیا۔

تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح

۱۸ مئی ۱۹۰۳ء کو قادیان میں تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح ہوا۔
اس تقریب پر حضور بیماری کے باعث بنفس نفیس تشریف نہ لاسکے
مگر آپ نے بیت الدعا میں اس کالج کے لئے بہت دعا کی۔ جس کی
قبولیت پر تعلیم الاسلام کالج ایک زندہ اور مجسم برہان بن گیا۔

تین سو سال میں غلبہ احمدیت کی پیشگوئی

۱۳ جولائی ۱۹۰۳ء کو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کابل میں

شہید کر دیے گئے۔ جس پر حضور نے تذکرۃ الشاہدین تصنیف فرمائی اور اس میں نہایت درد سے حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب اور حضرت شہید مرحوم کے دردناک واقعہ شہادت کی تفصیل لکھی۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا:

”اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی صدق کا نمونہ دکھایا“

نیز یہ پر شوکت پیشگوئی فرمائی کی تین صدیوں کے اندر تمام دنیا میں احمدیت غالب ہو جائے گی۔ چنانچہ فرمایا:

”دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک ختم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ ختم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے“

ملک کے اہم شہروں میں ایمان افروز لیکچر

حضرت اقدس نے ۳ ستمبر ۱۹۰۳ کو لاہور اور ۲ نومبر ۱۹۰۳ کو سیالکوٹ کے پبلک جلسوں سے ایمان افروز خطاب فرمایا۔ اگلے سال

اکتوبر ۱۹۰۵ء میں آخری سفر دہلی کیا۔ جس میں اہل دہلی کو پیغام حق پہنچا۔ واپسی پر آپ کے لدھیانہ میں ۶ نومبر کو اور امرتسر میں ۹ نومبر کو لیکچر ہوئے۔

قرب وصال کے الہامات

آپ کو اکتوبر و دسمبر ۱۹۰۵ء میں بذریعہ رویا و الہامات یہ خبر دی گئی کہ آپ کا زمانہ وفات قریب ہے جس پر آپ نے دسمبر ۱۹۰۵ء میں رسالہ الوصیت رقم فرمایا اور اس میں اپنی جماعت کو اہم نصائح فرمائیں۔

قدرت ثانیہ کی خبر

اس رسالہ میں آپ نے خاص طور پر یہ خبر دی کہ قدرت ثانیہ یعنی خلافت کا نظام میرے بعد قیامت تک قائم رہے گا۔

بہشتی مقبرہ اور صدر انجمن احمدیہ کی بنیاد

رسالہ الوصیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے ایک بہشتی مقبرہ بھی قائم کیا۔ اور اس کی آمد کو اشاعت دین کے اغراض پر خرچ کرنے کے لئے صدر انجمن احمدیہ کی بنیاد رکھی اور سلسلہ کی مالی اور انتظامی خدمات اس کے سپرد کیں۔

مدرسہ احمدیہ کا قیام

صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ ہی مدرسہ احمدیہ کی داغ بیل دینیات کلاس کی شکل میں ڈال دی گئی۔ جو پہلے تعلیم الاسلام ہائی سکول سے وابستہ تھی۔ پھر خلافت اولیٰ میں ایک مستقل تعلیمی ادارہ میں بدل گئی۔ جس کے فرزندوں نے آگے چل کر عالمی سطح پر تبلیغی خدمات سر انجام دیں اور دے رہے ہیں۔ جماعت کے دو ممتاز عالم حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور حضرت مولانا برہان الدین صاحب جملی اسی سال انتقال فرما گئے تھے اور قوم میں زبردست خلا پیدا ہو گیا تھا۔ اس خلا کو پر کرنے اور آئندہ الماء پیدا کرنے کے لئے اس مدرسہ کی ضرورت پڑی۔

حقیقتہ الوحی کی تصنیف و اشاعت

۱۵ مارچ ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے دور مسیحیت کی سب سے جامع اور ضخیم کتاب ”حقیقتہ الوحی“ شائع ہوئی۔ جس کے ساتھ فصیح و بلیغ عربی میں ایک رسالہ الاستفتاء بھی شامل کیا گیا جس میں فقہائے ملت خیر الانام کو ان آسمانی تائیدات کی طرف توجہ دلائی۔ جو ہر لمحہ آپ کے شامل حال رہیں۔

وقف زندگی کی پہلی تحریک

اب جماعت احمدیہ کا حلقہ تبلیغ روز بروز وسیع ہو رہا تھا۔ اس لئے حضور نے ستمبر ۱۹۰۷ء میں وقف زندگی کی پہلی عام تحریک فرمائی۔

جس پر متعدد نوجوانان احمدیت نے کمال ذوق و شوق سے لبیک کہا۔

حضرت کا مضمون آریہ سماج کانفرنس میں

آریہ سماج لاہور نے دسمبر ۱۹۰۷ء میں اپنے جلسہ سالانہ کے ساتھ ایک مذہبی کانفرنس کی جس میں حضرت اقدس مسیح موعود کا ایک پر معارف مضمون بھی پڑھا گیا۔ جو سرتپا امن و آشتی تھا مگر افسوس بدسگال آریہ سماجی نمائندہ نے اپنی تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہایت شوخی اور بے باکی سے گالیاں دیں۔ حضرت اقدس کو علم ہوا تو آپ نے اس مجلس میں بیٹھنے والے احمدی وفد پر انتہائی خفگی کا اظہار کیا اور فرمایا:

”تمہیں اسی وقت کھڑے ہو جانا چاہیے تھا اور اس ہال سے باہر نکل آنا چاہیے تھا اور اگر وہ تمہیں نکلنے کے لئے راستہ نہ دیتے تو پھر ہال کو خون سے بھرا ہوا ہونا چاہیے تھا“

حضور نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ”چشمہ معرفت“ کے نام سے ایک لاجواب کتاب لکھی جس کے شروع میں بدباطن آریہ نمائندہ کے اعتراضات کا مسکت جواب لکھا۔ اور علم و معرفت کے دریا بہا دیے۔ آخر میں اپنا اصل مضمون بھی شائع کیا تا موازنہ ہو سکے کہ آپ کے پیش فرمودہ پاک خیالات کے مقابل آریوں نے کس درجہ بے شرمی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۵ مئی ۱۹۰۸ کو اشاعت پذیر ہوئی۔

آپ کی زندگی کا آخری جلسہ سالانہ

۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۰۷ء کو آپ کی زندگی کا آخری جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ جس میں آپ نے دو تقاریر فرمائیں۔ جو نہایت بیش قیمت ہدایات پر مشتمل تھیں۔ جلسہ کے پہلے دن حضور سیر کو باہر تشریف لائے تو پروانوں کا ہجوم اٹھ آیا جسے دیکھ کر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے بے ساختہ کہا۔ ”لوگ بے چارے سچے ہیں کیا کریں۔ تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی کا چہرہ دنیا میں نظر آیا ہے“

فنانشل کمشنر پنجاب کی حضرت سے ملاقات

۲۱ مارچ ۱۹۰۷ء کی صبح کو سر جیمز ولسن صاحب فنانشل کمشنر پنجاب ایک دن کے دورہ پر قادیان آئے اور ایک کھلے کیمپ میں قیام کیا اور حضور سے ملاقات کی خواہش کی چنانچہ حضور پانچ بجے شام اپنے بعض خدام کے ساتھ تشریف لے گئے دوران ملاقات فنانشل کمشنر صاحب کو خوب کھول کھول کر دین حق کی خوبیاں بتائیں اور واضح فرمایا کہ دین حق دلائل قویہ اور نشانات آسمانی سے پھیلا ہے۔ اور اسی سے آئندہ پھیلے گا اور جو جنگیں اسلام میں ہوئیں وہ سب دفاعی تھیں۔ اسلام کا تلوار سے پھیلنے کا عقیدہ غلط اور مخالفوں کی اختراع ہے۔ کمشنر صاحب نے بعض دنیاوی باتیں کرنا چاہیں تو حضور نے فرمایا:

”آپ دنیاوی حاکم ہیں۔ خدا نے ہمیں دین کے لئے روحانی حاکم بنایا ہے جس طرح آپ کے وقت کاموں کے لئے مقرر ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی کام مقرر ہیں۔ اب ہماری نماز کا وقت ہے“ یہ کہہ کہ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور واپس تشریف لے آئے۔

آخری سفر لاہور

چشمہ معرفت کی تصنیف اور بعض دوسری مسلسل علمی و دینی مصروفیات کے باعث آپ کی صحت تشویشناک طور پر گر چکی تھی کہ آپ ۲۷ اپریل ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لے آئے اور احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قیام فرما ہو کر تقریر و نصائح کا آغاز کر دیا۔ یہ حضور کا آخری سفر تھا۔ جس میں شہزادہ سلطان ابراہیم صاحب، مسٹر محمد علی صاحب جعفری، پروفیسر کلکٹ ریگ، مسٹر فضل حسین اور بہت سے دوسری نامور شخصیات آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ کی زبان مبارک سے مقدس کلمات سننے کی سعادت پائی۔ ۷ مئی کو آپ نے ایک پبلک جلسہ میں روسائے لاہور کو تبلیغ فرمائی جس سے وہ اذہد متاثر ہوئے۔ ۲۵ مئی کو حضور نے آخری پر جلال تقریر فرمائی جس کے آخری الفاظ یہ تھے۔

”عیسیٰ کو مرنے دو کہ اس میں اسلام کی حیات ہے۔ ایسا ہی عیسیٰ موسوی کی بجائے عیسیٰ محمدی کو آنے دو کہ اس میں اسلام کی عظمت ہے“

پیغام صلح

قیام لاہور میں حضور نے دو قومی نظریہ کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈالنے اور مسلمانوں اور ہندوؤں کو اتحاد و اتفاق سے رہنے کے لئے ایک رسالہ ”پیغام صلح“ تصنیف فرمایا۔ جس میں صاف لفظوں میں یہ بھی واضح فرمادیا کہ:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نئی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ٹپاک حملے کرتے ہیں“

وصال مبارک

حضور کی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحب نے اس آخری سفر لاہور سے قبل قادیان میں خواب دیکھا کہ:

”میں نیچے اپنے صحن میں ہوں اور گول کمرہ کی طرف جاتی ہوں تو وہاں بہت سے لوگ ہیں جیسے کوئی خاص مجلس ہو۔ مولوی عبدالکریم صاحب دروازے کے پاس آئے اور کہا بی بی جاؤ ابا سے کہو کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صحابہ تشریف لائے ہیں آپ کو بلائے ہیں۔ میں اوپر گئی اور دیکھا کہ پٹنگ پر بیٹھے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہت تیزی سے لکھ رہے ہیں۔ اور ایک خاص کیفیت آپ کے چہرے پر ہے پر نور اور پر جوش“ میں نے کہا ابا

مولوی عبدالکریم کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ نے لکھتے لکھتے نظر اٹھائی اور مجھے کہا کہ جاؤ کہو یہ مضمون ختم ہوا اور میں آیا۔

اس آسمانی خبر کے عین مطابق ۲۵ مئی کی شام کو ”پیغام صلح“ کا مضمون ختم ہوا اور اگلے روز صبح نو بجے آپ کی روح نقس عصری سے پرواز کر گئی۔ اور آپ اپنے آقا و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون وفات کے وقت حضور کی عمر سوا تتر سال کے قریب تھی۔ دن منگل کا تھا اور شش تاریخ ۲۶ مئی (۱۹۰۸ء) تھی جو ایک جدید تحقیق کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وصال بھی ہے۔

خدا نما اخلاق و شاکل

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب (آپ کے برادر نسبتی)

فرماتے ہیں:

”میں نے آپ کو اس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ

تھا۔ پھر آپ میری آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے

جب میں ۲۷ سال کا جوان تھا۔ مگر میں خدا کی قسم کھا کر

بیان کرتا ہوں کہ میں نے آپ سے زیادہ خلیق، آپ سے

زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگ، آپ سے زیادہ اللہ اور
 رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ
 ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک
 رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد
 اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔ اگر حضرت
 عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ وسلم کی نسبت یہ بات سچی
 کہی تھی کہ کلن خلقہ القرآن تو ہم حضرت مسیح موعود
 علیہ السلام کی نسبت اسی طرح کہہ سکتے ہیں کلن حب
 محمد واتباعہ

اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم

انک حمید مجید